سعادت حسن منٹو کا ادبی سفر

منٹو کا پورا نام سعادت حسن منٹو اور والد کا نام خواجہ غلام حسن تھا۔ ان کا
خاندان کشمیری تھا۔ ان کی خاندانی نسبت من وکی ہے جو بگڑ کر منٹو ہو گیا۔
ان کے والد بڑے دیندار اور مذہبی شخص تھے۔ حکومت پنجاب میں منصف
کے عہدے پر فائز تھے اور سب جج ہو کر ریٹائر ہوئے۔

منٹو کی پیدائش لدھیانہ ضلع کے سمبرالہ گاؤں میں 11 مئی 1912
کو ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ 9 سال کی عمر میں امرتسر کے ایم۔اے۔او
مڈل اسکول میں داخلہ ہوا۔ امرتسر کے مسلم ہائی اسکول سے 1931 میں
میٹرک پاس کیا۔ تعلیمی ریکارڈ اچھا نہیں تھا۔ میٹرک تین بار فیل ہونے
کے بعد پاس کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مستقبل کا یہ اردو کا بڑا افسانہ
نگار ہمیشہ اردو کے مضمون میں ہی فیل ہوتا رہا۔ 1931 ہندو سبھا کالج
میں داخلہ لیا۔ لیکن کامیابی نہ ملی۔ 1933 میں ایم۔اے۔او کالج میں
داخل ہوئے لیکن یہاں بھی ایف۔اے مکمل نہ کر سکے۔ 1935 میں علی گڑھ
مسلم یونیورسٹی میں داخلہ لیا لیکن بیماری کی وجہ سے تعلیم ادھوری چھوڑ
کر چلے آئے۔ ادبی سرگرمیاں کالج کے زمانے سے شروع ہو چکی تھی۔
جب منٹو بارہویں جماعت میں تھے ان کے تعلقات مساوات کے مدیر
باری علیگ سے ہو گئے اور ان کا ذہن لکھنے کی طرف مائل ہو گیا۔
ان کا پہلا مضمون مساوات میں چھپا۔ اسی سال وکٹر ہیوگو کے مشہور ناول
"Last days of a condemned" کا اردو ترجمہ کیا۔
~~[illegible]~~ جو اسیر کی سرگزشت کے نام سے لاہور سے شائع ہوا۔
منٹو کا پہلا افسانہ "تماشا" ہفتہ وار "خلق" کے پہلے شمارے
میں شائع ہوا۔ تقسیم ہند کے بعد 1948 میں وہ پاکستان چلے گئے۔ اسی
دوران ان کی شادی بیگم صفیہ سے ہو چکی تھی۔ پاکستان میں منٹو
کی وہ پذیرائی نہیں ہوئی جس کی وہ امید رکھتے تھے۔ اس وقت
تک ان کے تین افسانوی مجموعے اور ڈراموں کے بھی تین مجموعے شائع
ہو چکے تھے۔ کچھ افسانے مقدمہ بازی کی نذر ہو چکے تھے۔ پاکستان
میں ان کو کام ملنے میں دشواری ہوئی۔ دو فلموں کی کہانی اور مکالمے
بھی لکھے لیکن دونوں فلاپ ہو گئیں۔ شراب نوشی نے ان کی
صحت تباہ کر دی۔ خیر یہ حالت بھی اچھی نہیں تھی۔ ان ہی حالات
میں 43 سال کی عمر میں 18 جنوری 1955 کو لاہور میں ان کا انتقال
ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

Scanned with CamScanner

1936ء میں افسانہ نگاری شروع کرنے والے منٹو کا پہلا مجموعہ "آتش پارے" 1936ء میں شائع ہوا۔ اس میں سات افسانے شامل تھے۔ ان میں ان کا مشہور افسانہ "جی آیا صاحب" شامل ہے۔

دوسرا مجموعہ "منٹو کے افسانے" کے نام سے 1940ء میں منظر عام پر آیا۔ اس میں 20 افسانے شامل ہیں خاص طور سے نیا قانون، بانجھ، شک اور دس روپیہ جیسے افسانے شامل ہیں۔ 1941ء میں منٹو کا مجموعہ "دھواں" شائع ہوا۔ جس میں کالی شلوار اور دھواں جیسے افسانے شامل تھے۔ ان افسانوں نے منٹو کے انداز تحریر اور اسلوب کو ایک باقاعدہ اور باضابطہ پہچان دی۔ ان کے ذریعہ منٹو نے برائی میں اچھائی کے پہلو کو ابھارنے کے ساتھ ساتھ انسانی نفسیات کے پیچیدہ اور مخفی گوشوں میں جھانکنے کا عمل شروع کیا۔ کالی شلوار کا ذکر کرتے ہوئے وہاب اشرفی لکھتے ہیں:

> "یہ دو لڑکیاں جو بیک وقت کسی کے فریب کا شکار ہوتی ہیں وہ عمل اور رد عمل کے محور پر نہیں بلکہ اپنی حیرت انگیز معصومیت کی وجہ سے۔ یہ معصومیت بھی منٹو کی پیدا کی ہوئی نہیں بلکہ اس کے فنی برتاؤ کا نتیجہ ہے۔ جس میں معصومیت اپنے اصلی خدوخال کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ منٹو عورت کو جہاں بھی لے جائے لیکن اس کی اصلی معصومیت پر حرف نہیں آنے دیتا۔"

منٹو کا چوتھا مجموعہ "افسانے اور ڈرامے" کے نام سے 1943ء میں چھپا۔ اس میں منٹو کے دو مشہور افسانے "بلاؤز" اور "مسز ڈی سلوا" شامل ہیں۔ "لذت سنگ" منٹو کا پانچواں افسانوی مجموعہ ہے۔ یہ 1948ء میں شائع ہوا۔ اس مجموعے میں منٹو کا مشہور افسانہ "بو" شامل ہے۔ یہ وہی افسانہ ہے جس کے شائع ہونے کے بعد منٹو پر مقدمہ بھی چلا تھا۔ باقی مطبوعہ افسانے ہیں۔ چھٹا مجموعہ 1948ء میں "سیاہ حاشیے" کے نام سے منظر عام پر آیا۔ اس میں 32 افسانچے یا منی کہانیاں ہیں۔ ساتواں مجموعہ "چغد" 1948ء میں ہی شائع ہوا۔ اس مجموعے میں "بابو گوپی ناتھ"، "چغد"، "جانکی" وغیرہ افسانے ہیں۔ منٹو کا آٹھواں مجموعہ "ٹھنڈا گوشت" 1950ء میں شائع ہوا۔ ٹھنڈا گوشت کا موضوع بھی تقسیم کے بعد پھیلا خون آلود ماحول ہے۔ 1950ء میں ہی منٹو کا نواں افسانوی مجموعہ "خالی بوتلیں خالی ڈبے" کے عنوان سے منظر عام پر آیا۔

Scanned with CamScanner

مجموعے میں ایک اہم افسانہ "ننگی آوازیں" ہے۔ دسواں مجموعہ "بادشاہت کا خاتمہ" کے نام سے 1951 میں آیا۔ جس میں 11 افسانے ہیں اس مجموعے کے دو افسانے اہم ہیں۔ "بڑی لڑکی" اور "فوجا بائی" 1951 میں ہی منٹو کا گیارہواں مجموعہ "یزید" کے نام سے شائع ہوا اس میں 9 افسانے شامل تھے۔ اس مجموعے کا سب سے اہم افسانہ "یزید" ہی ہے جو کتاب کا نام بھی ہے۔

1952 میں منٹو کا بارہواں مجموعہ "نمرود کی خدائی" کے نام سے منظر عام پر آیا۔ اس مجموعے کی اہمیت اور شہرت اس لیے ہے کہ اس میں منٹو کا شاہکار افسانہ "کھول دو" شامل ہے۔ یہ ایک ایسا افسانہ ہے جس پر بہت سے ناقدوں نے گفتگو کی ہے اور یہ منٹو کی پہچان بن گیا۔ منٹو کے تیرہویں افسانوی مجموعے کا نام "سڑک کے کنارے" ہے جو 1953 میں شائع ہوا اس میں 15 افسانے ہیں۔ جس میں ایک افسانہ بہت مشہور ہوا "سو کینڈل پاور کا بلب"۔ منٹو کا اگلا مجموعہ 1954 میں "اوپر نیچے اور درمیان" کے نام سے شائع ہوا۔ اس مجموعے میں شامل افسانہ "اوپر نیچے اور درمیان" پر مقدمہ چلا اور منٹو کو 25 روپئے جرمانہ ادا کرنا پڑا۔ "سرکنڈوں کے پیچھے" منٹو کا پندرہواں مجموعہ ہے یہ مجموعہ بھی 1954 میں شائع ہوا۔ اس میں 13 افسانے شامل تھے لیکن ایک افسانہ "اللہ دتا" کو شہرت ملی کیونکہ اس میں باپ بیٹی کو جنسی تعلق قائم کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ موضوع کے اعتبار سے یہ اپنے زمانے کا ایک Bold افسانہ تھا۔ منٹو کی زندگی کا آخری مجموعہ "پھندنے" ہے جو 1955 میں ہی شائع ہوا اور 1955 میں منٹو کی وفات ہوئی۔ اسی مجموعے میں کا ایک اہم افسانہ "ٹوبہ ٹیک سنگھ" شامل ہے جو تقسیم ملک پر مبنی ہے۔ اس افسانے کا مرکزی کردار بشن سنگھ (جو ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نام سے معروف ہے) کا کردار لافانی ہے۔

منٹو کے انتقال کے بعد چار افسانوی مجموعے شائع ہوئے "بغیر اجازت"، "برقعے"، "شکاری عورتیں" (1956) اور "رتی ماشہ تولہ" (1956)

ممتاز شیریں نے منٹو کے سلسلے میں جو بات کہی ہے اس سے اتفاق کرنا پڑتا ہے۔

"خالص نوری فرشتے کا منٹو کے یہاں گذر نہیں۔ خالص معصوم نوری فرشتہ ہے، جس سے گناہ ہونے کا امکان ہی نہیں، فنکار منٹو کو اس سے کوئی سروکار نہیں رکھتا۔ وہ آدم کی جرأت گناہ کا قائل ہے۔ منٹو کا انسان نوری ہے نہ ناری۔ منٹو کا انسان آدم خاکی ہے۔"